Studybeesofficial

Where Minds Pollinate

Urdu Class#11 FBISE

غزل # 2

National Book Foundation

Follow Our Socials

studybeesofficial

studybeesofficialpak

studybeesofficialpak

CamScanner

شاعر: فراق گورکھپوری

اشعار کی تشریح

شعر نمبر1۔ سر میں سودا بھی نہیں دل میں تمنا بھی نہیں لیکن اس ترک محبت کا بھروسہ بھی نہیں

مفہوم:۔ دماغ میں کوئی جنون اور دل میں کوئی آرزو اگرچہ باقی نہیں رہی لیکن اس محبت کو زیادہ چھوڑے رکھنے کا کوئی ارادہ بھی نہیں ہے۔

تشریح:۔ زیر تشریح شعر میں شاعر متضاد کیفیات میں مبتلا نظر آتے ہیں۔ وہ خود ہی ایک بات کرتے ہیں اور خود پھر خود ہی اس کی نفی کرتے ہیں۔ شاعر کہتے ہیں کہ محبوب کی کج ادائیوں اور ناروا سلوک سے ہمارا دل تار تار ہو گیا ہے۔ اس دل میں محبت کا جذبہ جو کبھی طوفان اٹھائے ہوئے تھا۔ اب محبوب کی سرد مہری اور بے التفاتی سے دم توڑ گیا ہے۔ محبوب کی بے اعتنائی سے دل ٹوٹ چکا ہے۔ اب میرے سر میں اس سے ملنے کا جنون نہیں رہا۔ اب میں محروم تمنا ہوں۔ دل محبوب کے ظلم و ستم سے سخت نالاں ہے اور ترک محبت کی دعا کرتا ہے مگر اس دل کا کچھ بھروسہ بھی نہیں کیونکہ دعا کی قبولیت کے لیے خلوص نیت کی ضرورت ہوتی ہے۔ بقول حالی

ہوتی نہیں قبول دعا ترک عشق کی
دل چاہتا نہ ہو تو زباں میں اثر کہاں

شاعر کہتے ہیں کہ اگرچہ آج میں ارادہ کرتا ہوں کہ محبوب کی محبت سے باز آجاؤں۔ کوچہ محبوب میں قدم نہ رکھوں مگر اس دل کا کچھ اعتبار نہیں۔ دل اس عزم سے کنارہ کش ہو کر دوبارہ اس کی طرف مائل ہو جائے کیونکہ میرا دل میرے اختیار میں نہیں ہے۔ وقتی طور پر ہر ٹھیس لگی ہے۔ دل بھی دکھا ہے۔ محبوب سے قطع تعلق بھی کیا ہے مگر عشق میں کتنی ہی تکلیفیں کیوں نہ ہوں، عشق سے دست بردار ہونا اور محبوب کو چھوڑنا عاشق کے بس کی بات نہیں۔

بھلاتا لاکھ ہوں مگر برابر یاد آتے ہیں

studybeesofficial

CamScanner

الٰہی ترک الفت پر دہ کیونکر یاد آتے ہیں

شعر نمبر 2۔ ایک مدت سے تیری یاد بھی آئی نہ ہمیں اور ہم بھول گئے ہوں تجھے ایسا بھی نہیں

مفہوم:۔ ایک عرصے سے ہمیں تیری یاد نہیں آئی مگر ایسا بھی نہیں کہ ہم تجھے بھول گئے ہیں۔

تشریح:۔ شاعر نے عشق حقیقی و مجازی دونوں رنگوں میں اپنا مدعا بیان کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ عاشق کی فطرت بھی عجیب ہوتی ہے۔ گھڑی گھڑی انداز بدلتی ہے۔ کبھی یہ عشق اتنا منہ زور ہو جاتا ہے کہ محبوب کے سوا اور کچھ سوجھتا ہی نہیں۔ اس کی یاد اس قدر غلبہ پاتی ہے کہ میں مہینوں اس کی یاد میں غرق رہتا ہوں اور کبھی یہ صورتحال ہو جاتی ہے کہ مدتوں اسے فراموش کیے رہتا ہوں جیسے کبھی اس سے کوئی وابستگی نہ تھی۔ دراصل غم دوراں غم جاناں پر غالب آ جاتے ہیں۔

نہیں آتی تو یاد انکی مہینوں تک نہیں آتی

مگر جب یاد آتے ہیں تو اکثر یاد آتے ہیں

فراق کے اس شعر کو عشق حقیقی کے تناظر میں دیکھا جائے تو وہ خدا سے مخاطب ہو کر اپنی غفلت کا اعتراف کرتے دکھائی دیتے ہیں کہ اگرچہ ہر مومن کا اولین فریضہ یاد الہیٰ میں محو رہنا ہے اور بندگی کا حق ادا کرنا ہے مگر افسوس کہ انسان اس دنیا میں اس قدر مگن ہو جاتا کہ اپنے رب کو فراموش کر دیتا ہے۔ کاروبار حیات سلجھانے میں ذکر الٰہی سے ہی غافل ہو جاتا ہے۔ شاعر سے بھی یہی بھول ہوئی ہے مگر ان کا کہنا ہے کہ بے شک میں نے ایک عرصے اپنے رب کو نہیں پکارا، کاروبار حیات میں الجھا رہا مگر اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ میں اپنے رب کو فراموش کر چکا ہوں کیونکہ ایسا تو ممکن ہی نہیں کیونکہ میں اپنے اصل سے کٹ کر زندہ ہی نہیں رہ سکتا نہ ہی اپنے رب سے رجوع کیے بغیر فلاح پا سکتا ہوں۔ مجازی معنوں میں شاعر اپنے دنیاوی محبوب سے مخاطب ہیں کی بے فکر معاش نے تیری یاد کو کچھ دیر کے لیے دھندلا دیتی ہے مگر تیرا خیال آج بھی اتنا ہی پر کشش ہے کہ جب بھی آتا ہے تو ہمیں بے چین کر دیتا ہے۔

دنیا نے تیری یاد سے بیگانہ کر دیا

تجھ سے بھی دلفریب ہیں غم روزگار کے

شعر نمبر ۳۔ آج غفلت بھی ان آنکھوں میں ہے پہلے سے سوا آج ہی خاطر بیمار شکیبا بھی نہیں

مفہوم:۔ محبوب کی آنکھوں آج لاپروائی پہلے سے کہیں زیادہ ہے اور مریض عشق کے دل کو آج قرار بھی نصیب نہیں۔

تشریح:۔ اس شعر میں شاعر نے خاطر شکیبا کی خوبصورت ترکیب استعمال کی ہے جس سے مراد صبر سے دکھ جھیلنے والے کے لیے تسلی ہے۔ شاعر کہتے ہیں کہ آج محبوب کی آنکھوں میں پہلے سے زیادہ بے رخی ہے۔ وہ پہلے بھی مجھ سے غافل تھا لیکن آج تو اس کی لاپروائی حد سے گزرنے لگی ہے۔ میں ہمیشہ اس کے رویے کو صبر سے برداشت کرتا رہا ہوں لیکن غفلت کی انتہا دیکھیے کہ محبوب کی آنکھوں میں شناسائی کا ہلکا سا شائبہ بھی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ میری بے قراری کو کسی طرح بھی قرار نہیں آتا۔

الٹی ہو گئیں سب تدبیریں کچھ نہ دوا نے کام کیا

دیکھا اس بیماری دل نے آخر کام تمام کیا

محبوب کی سرد مہری اور بے التفاتی کا یہ انداز عاشق کی جان چلاتا ہے۔ بے اعتنائی کی بڑھتی ہوئی کیفیت اس کے دل کو بے قرار رکھتی ہے مگر عاشق کی اس بے قراری اور وارفتگی کی محبوب کوئی پروا نہیں کرتا۔ اس کے نزدیک شاشق کے احساسات محبت کی کوئی وقعت نہیں۔ اسی لیے شاعر کہتا ہے کہ دل کا پیمانہ صبر لبریز ہو چکا ہے اور محبوب کیا آنکھوں کی بے رخی کسی پل چین نہیں لینے دیتی۔

میرا احوال چشم یار سے پوچھ

حقیقت درد کی بیمار سے پوچھ

شعر نمبر 4۔ بات یہ ہے کہ سکون دل وحشی کا مقام کنج زنداں بھی نہیں وسعت صحرا بھی نہیں

مفہوم:۔ ایک بے چین و بے قرار دل، کہیں بھی سکون نہیں پاتا خواہ قید خانے کا تنگ کونہ ہو یا صحرا کی وسعت بلکہ یہ اندرونی کیفیت اور حالت پر منحصر ہے۔

studybeesofficial

CamScanner

تشریح:۔فراق کا یہ شعر ایک گہری نفسیاتی حقیقت کی عکاسی کرتا ہے شاعر نے دل کی بے قراری اور اس کے سکون کی تلاش کو بڑی خوبصورتی سے بیان کیا ہے۔"دل وحشی" سے مراد بے قرار اور مغرب دل ہے جو کبھی سکون میں پاتا۔ سکون دل ایک بہت ہی نایاب اور مشکل سے حاصل ہونے والی چیز ہے دل کی بے چینی کو کسی خارجی حالت یا جگہ سے ختم نہیں کیا جا سکتا بلکہ اس کے لیے اندرونی تبدیلی اور سکون کی تلاش ضروری ہے۔ یہ شعر شاعر کی متضاد کیفیات کی عکاسی کرتا ہے۔بقول شاعر دل کے سکون کا مقام نہ تو کنج زنداں یعنی قید خانے کا کونہ تنگ یا محدود جگہ میں ہے اور نہ ہی صحرا کی وسعت یعنی بڑی وسیع جگہ ہے یہاں دل کو سکوں کے چند لمحات میسر آجائیں۔ یہ ایک اندرونی کیفیت ہے جو کسی خاص مقام یا حالت سے وابستہ نہیں ہے دل کی حقیقی خوشی مادی چیزوں میں نہیں بلکہ انسان کے اپنے دل اور دماغ میں موجود ہوتی ہے۔

شعر نمبر 5۔ ارے صیاد ہمیں گل ہیں ہمیں بلبل ہیں تو نے کچھ آہ سنا بھی نہیں دیکھا بھی نہیں

مفہوم:۔ شکاری چاہے بلبل کی فریاد کو ان سنا،ان دیکھا کر بھی دے مگر پھول کی محبت تو اس کے اندر بستی ہے۔

تشریح:۔فراق گورکھپوری کے کلام میں عشق، محبت اور جذبات کی گہری عکاسی ملتی ہے۔ محبت کی شدت، درد اور فریاد کی کیفیت کو شاعر نے بہترین انداز میں پیش کیا ہے۔شاعر نے صیاد کا ذکر کیا ہے۔

(یہاں صیاد (شکاری) بطور استعارہ استعمال کیا گیا ہے۔ جو محبت کرنے والوں کے راستے میں آنے والی مشکلات اور رکاوٹیں پیدا کرتا ہے۔

فارسی اور اُردو کی شعری روایت میں گل و بلبل محبوب اور عاشق کی علامت ہیں۔ گل (پھول) اور بلبل محبت اور فطرت کی علامات ہیں گل کی خوبصورتی اور بلبل کی نغمے محبت کی خوب صورتی اور جذبات کی گہرائی کی بیان کرتے ہیں شاعر کہتے ہیں کہ "ہمیں گل ہیں اور ہمیں بلبل ہیں یہ دراصل دونوں کی یک جاتی کو ظاہر کرتا ہے جبکہ صیاد ان سے الگ ہے جو کہ ان کے لیے مشکلات اور مصائب پیدا کرتا ہے۔اس نے محبت کرنے والوں کی تکلیف کو نہ سنا اور نہ دیکھا صیاد کی بے حسی اور عدم توجہ محبت کرنے والوں کی تکلیف کو اور بڑھا دیتی ہے یہ شعر ان رکاوٹوں اور مشکلات کی عکاسی کرتا ہے جو عاشق کو برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ معاشرہ اکثر عاشق کی مشکلات اور ان جذبات کو نظرانداز کرتا ہے۔ لیکن ان تمام دشواریوں اور کٹھن حالات کے باوجود بھی بلبل کے دل میں پھول کی محبت ہمیشہ قائم و دائم دیتی ہے اور وہ ہر چیز سے بے پیار ہوتا ہے اور اُس کا محور و مرکز صرف اس کا محبوب ہی ہوتا ہے۔بقول شاعر

اچھا خاصا بیٹھے بیٹھے گم ہو جاتا ہوں
اب میں اکثر میں نہیں رہتا تم ہو جاتا ہوں

(شاعر نے گل اور بلبل جو کہ خوبصورتی اور محبت کی علامت ہیں ان کی تشبیہات استعمال کی ہیں خود کو ان دونوں سے تشبیہ دی ہے۔

شعر نمبر ۶۔ یوں تو ہنگامے اٹھاتے نہیں دیوانہ عشق مگر اے دوست کچھ ایسوں کا ٹھکانہ بھی نہیں۔

مفہوم:۔ عشق میں مبتلا لوگ ویسے تو ہنگامہ آرائی نہیں کرتے مگر ان لوگوں پر بھروسہ بھی کیا جا سکتا کہ کب قابو سے باہر ہو جائیں۔

تشریح:۔ شاعر نے اس شعر میں دیوانہ عشق کی ترکیب استعمال کر کے عاشق کی ذہنی حالت کو بڑی خوبی سے بیان کیا ہے۔ شاعر کہتے ہیں کہ عشق میں مبتلا عاشق یوں تو ہر دکھ درد خاموشی سے جھیل جاتے ہیں۔ چپکے چپکے محبوب کی یاد میں سلگتے رہتے ہیں۔اس کے ظلم و ستم کو خوشی سے برداشت کر لیتے ہیں۔اپنے تصورات کی دنیا محبوب کی یادوں سے آباد رکھتے ہیں۔اس کی یادوں میں کھوئے رہتے ہیں اور کوئی گلہ شکوہ زبان پر نہیں لاتے کیوں راہ عشق و محبت میں ضبط بہت ضروری ہوتا ہے۔

خاموش اے دل بھری محفل میں چلانا نہیں اچھا
ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں

اگرچہ عاشق محبوب کے ظلم و ستم اور ناروا سلوک کو خاموشی سے اپنی جان پر سہتا ہے، آہ و بکا، نالہ و فریاد نہیں کرتا۔ قلبی کیفیات پر واویلا نہیں مچاتا لیکن ان دیوانوں کا کوئی بھروسہ بھی نہیں کہ یہ کس لمحے دل کی بے قراری کے ہاتھوں عاجز آجائیں۔ عشق و جنوں میں بے قابو ہو کے ہنگامہ برپا کر دیں۔ کیونکہ دیوانہ تو ہوش و خرد سے بیگانہ ہو جاتا ہے۔اس سے کچھ بعید نہیں کہ اگلے لمحے کیا کر بیٹھے۔

ترے تصور نے مجھ کو وہ جنوں بخشا
کبھی ہنسا، کبھی رویا، کبھی چپ رہا

studybeesofficial

CamScanner

عاشق کے جنون کی یہ کیفیت اکثر شدت پکڑ جاتی ہے خصوصاً موسم بہار میں جب عاشق کو اپنے محبوب کا دیدار اور رفاقت میسر نہیں ہوتی۔اس صورت میں اس کا رونا اور ہنسنا اسکے اختیار میں نہیں رہتا۔

شعر نمبر7۔ منہ سے ہم اپنے برا تو نہیں کہتے کہ فراق ہے تیرا دوست مگر آدمی اچھا بھی نہیں

مفہوم:۔ ہم تیرے محبوب کو برا نہیں کہتے کیونکہ وہ تیرا دوست ہے مگر حقیقت تو یہ کہ وہ اتنا اچھا انسان بھی نہیں ہے۔

تشریح:۔ اس شعر میں شاعر نے اس حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے کہ عاشق کو محبوب کی ہر چیز اچھی لگتی ہے۔اس کی کج ادائی میں ناز و انداز دکھائی دیتا ہے۔اس کا ستم کرم محسوس ہوتا ہے۔یوں بھی محبت کرنے والوں کی نظر محبوب کے عیب تلاش نہیں کرتی بلکہ اس کی خوبیوں کے گن گائے جاتے ہیں۔اس کی بے مروتی اور کج ادائی سے نہ صرف دیناوالے بلکہ وہ خود بھی انجان بنا رہتا ہے۔

میں نے جس شخص کو خوابوں میں تراشا محسن

لوگ کہتے اس شخص کو ہر جائی تک

اس لیے شاعر کہتے ہیں کہ فراق جس کی محبت کا تم دم بھرتے ہو وہ سرد مہری اور بے رخی برتتا ہے۔محبت کا جواب محبت سے نہیں دیتا۔چاہنے والوں کے احساسات وجذبات کی قدر نہیں کرتا،ہر جائی ہے اور وفاشعاری اس کی فطرت میں ہی نہیں ہے۔اس کے علاوہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آداب محبت کے تقاضوں کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے محبوب کی بے رخی کے باوجود عاشق کے لب خاموش ہیں۔

ہائے آداب محبت کے تقاضے ساغر

لب ہلے اور شکایات نے دم توڑ دیا

studybeesofficial

CS CamScanner